طالبِ علم کے مقاصد

گجرات کی ایک عظیم دینی درس گاہ ''فلاحِ دارین'' ترکیسر میں علماء، اساتذہ و
طلبہ کے سامنے کی گئی ایک مفید اور علمی تقریر

حضرت مولانا **محمد سلیم دھورات صاحب** دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

at-tazkiyah

تفصیلات

کتاب کا نام	:	طالبِ علم کے مقاصد
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	شوّال ۱۴۲۸ھ - اکتوبر ۲۰۰۷ء
مقامِ وعظ	:	دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، گجرات، انڈیا
ناشر	:	دارالتزکیہ، لیسٹر، یوکے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

تقریظ: مفکرِ ملت، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ ۵
تقریظ: حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷
تقریظ: حضرت مولانا محمد اقبال احمد صاحب مدّ ظلہم ۹
تمہیدی کلمات: مفکرِ ملت، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱
طالبِ علم کے مقاصد ۱۷
طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ ۱۸
زندگی کے وہ لمحات کس کام کے جو کسی علمی مشغلے میں نہ گزریں ۱۸
مطالعۂ کتب بھی ایک مرض ہے ۱۹
علم محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا ۲۰
حصولِ علم کے لئے سب کچھ قربان کرنا پڑے گا ۲۰
علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے ۲۱
ہمیں علمِ نبوّت کے باغ میں جگہ ملی ہے ۲۲
حصولِ علم کے لئے ذلّت ہی عزّت کا زینہ ہے ۲۳
طالبِ علم مدرسے میں داخل ہو، دخیل نہ ہو ۲۳
بڑائی حصولِ علم میں رُکاوٹ ہے ۲۴
استاذ کے ادب واحترام کا مثالی نمونہ ۲۵
ہماری غلط سوچ ۲۵
مدارس کا حال کالج جیسا ہو رہا ہے ۲۶
استاذ بہت مشفق ہوتا ہے ۲۶
استاذ کی تنبیہ پر خوشی ۲۷

احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں ۲۷
والدِ محترم کی تربیت اور حصولِ علم کے لئے ذہن سازی ۲۸
دنیوی تعلیم کا دل میں وسوسہ بھی نہیں آیا ۲۹
طالبِ علم کا مقام ۳۰
حقیر دنیا کی طرف للچائی ہوئی نظر نہ ڈالیں ۳۱
اساتذہ اور بزرگوں کی دعائیں لینے کا اہتمام کریں ۳۱
آپ کے لئے دعا کرنا تو میرے معمولات میں ہے ۳۲
بزرگوں کی دعا کی برکت ۳۲
دعائیں ہم نے کی اور مدرسہ آپ کا؟ ۳۲
اپنی قدر پہچانو! ۳۳
حصولِ علم کا پہلا مقصد: محنت اور کوشش ۳۴
دوسرا مقصد: علم پر عمل ۳۴
حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانۂ طالبِ علمی میں اوّابین پڑھنا ۳۴
تیسرا مقصد: علم کو پھیلانا ۳۵
حضرت حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب محبت ۳۶
بلند عزائم ۳۶
اُمّت کا غم پیدا کرو ۳۷
ماٰخذ و مراجع ۳۹

تقریظ

مفکّرِ ملّت، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۲۰۰۷ء میں حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زید مجدہ، بانی ''**اسلامک دعوہ اکیڈمی**'' اور دار العلوم ''**ریاض العلوم**'' لیسٹر، یو۔کے (UK) کا ہندوستان کا سفر ہوا، راقم الحروف بھی کاپودرا میں مقیم تھا۔ اس ناچیز کو مولانا کی علمی، دعوتی اور عظیم اصلاحی خدمات اور ان کے حسنِ اخلاق کی وجہ سے ان سے بہت ہی تعلقِ خاطر ہے، موصوف بھی بندے کے ساتھ اسی طرح محبت واکرام کا تعلق رکھے ہوئے ہیں، اسی تعلق ومحبت کے سبب مولانا نے کاپودرا کا سفر بھی فرمایا، ناچیز نے مولانا کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا، اور عشاء کے بعد جامع مسجد کاپودرا میں مولانا کا اصلاحی بیان طے کردیا، الحمدللہ! مولانا نے بہت قیمتی نصائح سے سامعین کو استفادہ کا موقع عنایت فرمایا۔ (فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء)

دوسرے دن بندے نے خواہش ظاہر کی کہ گجرات کی معروف درسگاہ دار العلوم ''**فلاح دارین**'' ترکیسر میں حاضر ہوکر اساتذہ سے ملاقات کرلیں اور طلبۂ عزیز کو اپنے ارشاداتِ عالیہ سے مستفید فرمائیں، موصوف نے اس کو قبول فرمایا، اور ہم اس گلشنِ علمی میں حاضر ہوئے اور دار العلوم کے موقر اساتذہ سے ملاقات کرکے طلبۂ عزیز سے اجتماعی ملاقات اور پندونصائح کی غرض سے مسجد دار العلوم میں جمع ہوئے جس میں دار العلوم کے محترم اساتذہ واراکین بھی شامل ہوئے۔

ناچیز نے اختصار کے ساتھ مولانا کی خدمت کا تذکرہ کرکے تعارفی کلمات پیش کئے، اس کے بعد مولانا کا اصلاحی خطاب ہوا جس میں بہت قیمتی اور مفید باتیں بیان ہوئیں۔ اساتذہ میں سے بعض دوستوں نے فرمایا کہ انگلینڈ کی سرزمین پر رہتے ہوئے ایسی صاف اور شستہ اردو زبان اور عمدہ مضامین سن کر ہم کو مسرّت ہوئی۔

دراصل یہ فیض ہے مولانا کے والد مرحوم حافظ ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ودعاؤں اور دارالعلوم بری کے اساتذہ کی علمی محنتوں اور شفقتوں، نیز مشائخ واکابرین کے ساتھ ربط وتعلق کا، جس کو موصوف برابر قائم رکھے ہوئے ہیں۔ شاید ہی کوئی قابلِ ذکر عالم یا شیخ برطانیہ تشریف لائے ہوں اور مولانا نے ان کو اپنے ادارہ میں بلا کر استفادہ نہ کیا ہو، ہندو پاک کے تقریباً سب ہی معروف علماء اور مشائخ **''اسلامک دعوہ اکیڈمی''** اور دارالعلوم **''ریاض العلوم''** میں تشریف لائے ہیں اور اپنے فیوضاتِ عالیہ سے طلبہ واساتذہ کو مستفید فرمایا۔ (فجزاهم اللّٰه تعالىٰ أحسن الجزاء)

پیشِ نظر رسالہ دارالعلوم **''فلاح دارین''** ترکیسر ضلع سورت کی اسی مفید تقریر پر مشتمل ہے، جس کو ٹیپ ریکاڈر سے بعض مخلصین نے نقل کر کے طبع کیا ہے، مجھے اس کو پڑھنے کا موقع ملا، اور بہت مسرّت ہوئی کہ یہ تقریر زیورِ طبع سے آراستہ ہوگئی اور اس کا نفع جملہ طلبہ کے لئے عام ہو گیا۔ یقیناً طلبۂ عزیز کے لئے یہ ایک عمدہ تحفہ ہے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو صحت وعافیت کے ساتھ مدتِ دراز تک زندہ رکھے اور ان کے علمی، دعوتی اور اصلاحی فیوضات کو چہار دانگِ عالم میں پھیلائے، اللہ تعالیٰ ہمارے مدارس کے طلبہ کو اس رسالہ سے استفادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ان عزیزوں کو بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے اس مفید تقریر کو ضبط کیا اور اس کی طباعت میں حصہ لیا۔ فجزاهم اللّٰه تعالى عنّا وعن جميع المسلمين أحسن الجزاء، ﴿وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ﴾

والسلام

احقر عبداللہ کاپودروی عفی اللہ عنہ۔

۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۸ء

تقریظ

حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، گجرات، انڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محبوب العلماء، حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ ریاض العلوم لیسٹر، ایک انتہائی متّقی عالمِ دین ہیں۔ موصوف یو۔ کے کے نوجوانوں کے مصلح اور مخلص رہنما وشیریں بیان مقرّر رہیں۔ انگریزی زبان پر بھرپور قدرت کی وجہ سے عوام وخواص میں اپنے مواعظ اور پرجوش خطاب اور اصلاحی تحریکات میں بے پناہ مقبولیت کے حامل ہیں۔ موصوف برصغیر سے برطانیہ جانے والے علماء کرام کے میزبان، ان کے پروگراموں کے ذمّہ دار اور تمام کی راحت رسانی اور خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ موجودہ مسائل کے حل اور معاشرے کی اصلاح کی فکر، امت کا درد اور اس کے لئے ہمہ وقت اپنے آپ کو مصروف کار رکھنا ان کا قابلِ تقلید عمل ہے۔

مدرسہ کی ذمّہ داریوں اور درس وتدریس کے علاوہ امت کے نوجوانوں کی اصلاح اور ہر موضوع پر مختصر پمفلٹ تیار کر کے ان کے ہاتھوں تک پہنچانا موصوف کا بہت ہی مفید کام ہے۔ اس خاکسار نے ان کے بہت سے پمفلٹ کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کرا کر مطالعہ کیا اور ان کو بہت ہی مفید پایا۔

پچھلے ماہ موصوف ہندوستان تشریف لائے تو دار العلوم فلاح دارین کو بھی وقت عنایت فرمایا۔ موصوف کے ساتھ رئیسِ جامعہ، حضرت مولانا عبداللہ صاحب مدظلہ العالی بھی تشریف

لائے۔ حضرت والا نے موصوف سے طلبہ کو پند و نصائح کی درخواست کی۔ طلبہ و مدرسین کرام کے مجمع میں موصوف نے جو بیان دیا اس کو قلمبند کرلیا اور مدرسین کرام و طلبۂ عزیز نے پسند کیا اور اثر لیا۔

یہ یہاں صرف دار العلوم فلاح دارین کے لئے ہی نہیں، بلکہ تمام ہی مدارسِ عربیہ کے طلبۂ کرام کے لئے ایک سوغات اور تحفہ و مربیانہ نصائح سے بھرپور ہے، اس لئے بہتر سمجھا گیا کہ اس کے پیرا گراف کو مناسب عنوانات سے مزین کر کے چھاپ دیا جائے، چنانچہ وہ بیان مرتب ہو گیا ہے۔ اس خاکسار نے بھی اس کو حرفاً حرفاً پڑھا اور اہلِ علم و طلبۂ کرام کے لئے مفید پایا۔ عبارت آرائی اور ادبی انداز کے تکلفات سے ہٹ کر خالص دلی درد و کرب کو کاغذ پر چسپاں کیا گیا ہے جو دل کی بات ہے، اور ایک بے چین اور اصلاح کے خوگر اور طلبہ کی تربیت اور علمی بیداری پیدا کرنے کے جذبے سے ایک علمی برادری کے فرد کی طرف سے اپنی علمی برادری کے سامنے بڑے سوز اور اضطراب کے ساتھ کہی گئی ہے۔

امید ہے کہ اہل علم اور طلبہ اس کو سرمۂ چشم و حرز جان بنائیں گے اور ہمیشہ یاد رکھیں گے اور اپنے آپ کو اس معیار پر ڈھالیں گے۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

نصیحت کو دل کے کان سے سن اے پیارے! اس لئے کہ نیک بخت نوجوان، عقلمند تجربہ کار بزرگ کی نصیحت جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

ذوالفقار احمد غفرلہ

۱۳ اپریل ۲۰۰۸ء

تقریظ

حضرت مولانا محمد اقبال احمد صاحب مدّ ظلہم

استاد ادب دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، گجرات، انڈیا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم برطانیہ (یورپ) میں ایک مقتدر عالم دین، کامیاب داعی الی اللہ، اور نوجوانوں کی اسلامی ذہن سازی اور اصلاحِ معاشرہ کے میدان میں فعّال کارکن کی حیثیت سے جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ موصوف گرامی برطانیہ (لیسٹر) میں قائم ایک دینی درسگاہ کے بانی و کامیاب مہتمم بھی ہیں، نیز اپنے وقت کے مخلص مانے ہوئے مشائخ عظام کی آغوش شفقت کے پروردہ اور ان کی دیرینہ صحبتِ مبارکہ کے فیوض یافتہ ہیں۔ برطانیہ میں ان کی دینی خدمات خصوصاً نوجوانوں کی دینی تربیت کے بارے میں ان کی سرگرمیوں اور کاوشوں کا تذکرہ حضرت الاستاد، رئیس جامعہ، مفکرِ ملت، الحاج مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم سے سنتا رہتا تھا۔

امسال شوال ۲۸ ۱۴ھ میں جب فلاح دارین میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو رہا تھا اور جامعہ کے سینئر اساتذہ کرام اور بزرگانِ دین کی طرف سے طلبۂ کرام کو جامعہ کی قدیم روایات کے مطابق پند و نصائح سنانے کا سلسلہ جاری تھا اور ان کو تحصیل علم میں اخلاص، جدو جہد اور محنت و لگن کے ساتھ لگ جانے پر ابھارا جا رہا تھا کہ خوش قسمتی سے حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب مدظلہ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رئیس جامعہ دامت برکاتہم کی دعوت پر فلاح دارین میں تشریف لائے، جامعہ کے ذمہ داران نے مولانا محمد سلیم صاحب

مدظلہ سے طلبۂ کرام کو نصائح سنانے کی درخواست کی، چنانچہ تلاوت قرآن کریم اور حضرت رئیس جامعہ مدظلہ کے مہمان مکرم کے بارے میں البیلے انداز سے مختصر تعارفی کلمات کے بعد حضرت مولانا محمد سلیم صاحب نے مسجد فلاح دارین میں طلبہ اور اساتذہ کرام کے سامنے ایک بہت ہی مفید اور مؤثر بیان فرمایا جس میں انہوں نے طلبۂ کرام کو حصولِ علمِ دین کے مقاصد سے روشناس کراتے ہوئے اپنی قدر و منزلت پہچاننے کی دعوت دی، اور علمِ دین کو اس کے آداب کی رعایت کے ساتھ اساتذہ کرام کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحث و تحقیق، مطالعہ و محنت سے حاصل کرنے کے ساتھ عملی زندگی اختیار کرنے پر زور دیا۔

موصوف گرامی کا یہ بیان طلبہ و اساتذہ کے لئے یکساں مفید ہے، اس کے سننے کے بعد کافی دن تک طلبہ و اساتذہ پر اس کا اثر رہا۔ بعض اساتذہ نے طلبہ سے اس کا خلاصہ لکھوا کر انجمنوں کے پروگراموں میں اس کو کہلوایا، میری بھی یہ تمنا تھی کہ کیسٹ کی مدد سے پورا بیان با قاعدہ چھپوا کر طلبہ میں تقسیم کیا جائے، اور اس کو موقع بموقع سنایا جاتا رہے تاکہ باغِ نبوت کے ان پودوں کو اپنا مقام یاد رہے اور علم و عمل میں ترقی کے لئے ان کے لئے مہمیز ثابت ہو۔ اور علمِ نبوت کے باغ کے تناور پھلدار درخت بننے میں ان کی مدد کرے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد و کنار شکر و احسان ہے کہ اس نے حضرت مولانا کے شاگردوں کو اخلاص و درد سے بھرپور علمی و مفید بیان کو زیور طبع سے آراستہ کر کے علمی حلقوں کو ایک گراں مایہ سوغات پیش کرنے کی سعادت بخشی، دعا کرتا ہوں حق سبحانہ وتعالی اس بیان کو نیز صاحبِ بیان کی جملہ دینی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نواز کر تا قیامت صدقۂ جاریہ بنادے اور ناشر و معاونین مشیرین سب کو اپنی شایانِ شان اجر سے نوازے۔

ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد اقبال دیولوی، فلاحی، ثم مدنی

تمہیدی کلمات

مفکّرِ ملّت، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ﴿قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

قابلِ احترام اساتذۂ کرام اور میرے عزیز طلبہ! مجھے اس وقت آپ کے سامنے کوئی تقریر نہیں کرنی ہے، میں بہت خوش ہوں اور یقیناً آپ حضرات کو بھی مسرّت ہوئی ہوگی کہ آج ہمارے اس دار العلوم میں برطانیہ کے شہرِ لیسٹر کے عالم دین اور داعی الی اللہ، شیخ مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے ہیں۔ مولانا کا وطن یہی گجرات ہے، بلسار ضلع میں بھوریا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک عجیب بات فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب وغریب نظام ہے کہ وہ عبقری شخصیتیں عموماً چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں پیدا فرماتا ہے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نانوتہ میں پیدا ہوئے، کوئی گنگوہ میں پیدا ہوا تو کوئی انبھیٹہ میں۔ تو میں ابھی آتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ بھوریا کتنا چھوٹا سا گاؤں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے وہاں ایک شخص کو پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ قدرت والے ہیں جس سے کام لینا چاہتے ہیں اس سے عجیب وغریب کام لیتے ہیں۔

دار العلوم بری میں تعلیم حاصل کی، بہت محنت سے پڑھا اور اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوتے رہے۔ اپنے اساتذہ کی خدمت کی اور اساتذہ مولانا سے خوش رہے۔ انہوں نے فارغ ہونے کے بعد سب سے پہلے اپنی مادرِ علمی دار العلوم بری میں تدریس کی خدمت انجام دی اور اپنے والد کے انتقال کے بعد جب والدہ کی خدمت کی غرض سے اپنے وطن لیسٹر منتقل ہوئے تو "**اسلامک دعوہ اکیڈمی**" کی بنیاد ڈالی اور انگریزی میں کام شروع کیا۔ مولانا انگریزی بہت اچھی جانتے ہیں، چونکہ وہاں انگلینڈ میں بڑے ہوئے ہیں، اور اردو زبان پر بھی بہت اچھا قابو ہے۔ کل کا پودرا میں تقریر ہو رہی تھی تو میں بہت غور سے سن رہا تھا، میں نے کہا کہ دیکھو یہ شخص برطانیہ میں مقیم ہے لیکن ان کی پوری تقریر میں شاید ایک یا دو لفظ کے علاوہ ایک بھی انگریزی کا لفظ نہیں۔ چونکہ ہم لوگ مدرس ہیں اور ہمیں اس قسم کی چیزوں سے واسطہ رہتا ہے اس لئے ان چیزوں پر ہمارا دھیان رہتا ہے۔ تو میں نے محسوس کیا کہ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اردو زبان کے ساتھ بھی بڑا تعلق نصیب کیا ہے۔

اپنے مدرسہ میں مدرّس بھی ہیں، بخاری شریف پڑھاتے ہیں، ایک انگریزی رسالہ "**ریاض الجنّۃ**" کے نام سے نکالتے ہیں، کئی چھوٹے چھوٹے پمفلٹ (pamphlet) شائع کر کے انہوں نے پورے ملک میں پھیلائے، اور انہوں نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ وہاں کے نوجوانوں کو اپنے اور دین کے قریب کیا۔ یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو اس وقت علماء کو کرنا ہے کہ ہماری نوجوان نسل کے دین کی حفاظت ہو جائے۔

ہم ہمیشہ ایک بات کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں مدارس میں جو طلبہ آ رہے ہیں ان کی تعداد مسلم بچوں کی کل تعداد میں سے دس فیصد ہے، نوّے فیصد اسکولوں اور کالجوں میں جا رہے ہیں، ہماری محنت ان پر تو ہو رہی ہے جو ہمارے پاس آ رہے ہیں، لیکن وہ نوّے فیصد جو کالجوں میں، اسکولوں میں یا یونیورسٹی میں جا رہے ہیں، آخر ان کا کیا؟ ان کو کس طرح دین کے ساتھ وابستہ کیا جائے؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں کیسے پیدا

کی جائے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت سے یہ کام لیا۔نو جوانوں کے ساتھ رات کو بارہ بارہ ایک ایک بجے تک بیٹھتے ہیں، ان پر محنت کرتے ہیں اور دین کے قریب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔نو جوان ٹیلیفون کے ذریعہ مولانا سے اپنے مسائل کا حل معلوم کرتے ہیں۔سال میں ایک مرتبہ Youth Conference منعقد کرتے ہیں،نو جوانوں کا جلسہ ہوتا ہے،جس میں تقریباً چار پانچ ہزار نو جوان شرکت کرتے ہیں۔

تو ایک طرف اکیڈمی کا کام ہے، ایک طرف نشریات کا کام ہے، ایک طرف دارالعلوم قائم کیا ہے، جہاں الحمدللہ دورہ تک تعلیم ہوتی ہے اور تعلیم کے ساتھ تربیت کا خاص اہتمام ہے۔اگر آپ وہاں چلے جائیں تو آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ جلال آباد یا سہارنپور کے طلبہ کو دیکھ رہے ہیں۔انگلینڈ کے طلبہ کو اس طرح تربیت دینا کہ صلحاء والا لباس ہو، عمامہ باندھے ہوئے ہوں، اساتذہ اور مہمانوں کے ساتھ بہت ہی مہذّب طریقہ سے پیش آتے ہوں، خدمت کے لئے دوڑتے ہوں، یہ معمولی کام نہیں ہے۔

میں کنیڈا (Canada) میں ہمارے ٹورنٹو (Toronto) سے بہت دور ایک شہر میں رویدرا والے مولوی الیاس صاحب کی دعوت پر گیا تھا، وہاں ایک صاحب ہیں جن کا اصل وطن پاکستان ہے، وہ بیچارے اپنے لڑکے کی تعلیم کے بارے میں بہت ہی پریشان تھے، انہوں نے کہا کہ مولانا میرا ایک لڑکا ہے اور میرا جی چاہتا ہے کہ اس کو عالم بناؤں، میں نے ایک مدرسہ میں داخل کیا تھا لیکن میں کامیاب نہیں ہوسکا، میری اب بھی چاہت ہے کہ اس کو کسی جگہ بھیجوں تا کہ علمِ دین حاصل کرے۔ میں نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور انتظام کریں گے اور میں نے مولانا کے مدرسہ کا مشورہ دیا کہ ان کو لیسٹر انگلینڈ بھیج دو، میں نے مولانا کو فون کیا کہ ایک بچہ ہے اور اس کے والد کو اسے پڑھانے کی بڑی تڑپ ہے، لہٰذا آپ اس کو اپنی تربیت میں قبول فرمالیں۔مولانا نے داخلہ دے دیا اور ویزا (visa) حاصل کر کے وہ مولانا کے یہاں چلا گیا۔ایک سال کے بعد جب وہ گھر اپنے والد کے پاس

گیا تو اس کے والد نے دیکھا کہ اس کی تو حالت ہی بدل گئی ہے۔ ان کا میرے اوپر فون آیا اور ابھی بھی جب وہ فون کرتے ہیں تو روتے ہیں کہ مولانا آپ کا احسان ہے کہ میرے بیٹے کی زندگی بدل گئی۔ ان کے سب احباب اس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمر کی ایک سال میں یہ حالت ہوگئی۔ اچھا، وہ اپنے نوجوان بھائیوں کو اور دوسرے رشتہ داروں کو متوجہ کرتے ہیں کہ بھائی! یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے اور یہ سنت کے خلاف ہے، تو سب کو تعجب ہو رہا تھا کہ صرف ایک سال وہاں رہ کر ہم پر محنت کرنے لگا ہے۔ تو نوجوان کی زندگی کو محنت کر کے اس طرح بدلنا بڑا کام ہے۔

میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے ان مدرسوں میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ اگر ہمارے علماء اخلاص کے ساتھ طلبہ پر محنت کرتے ہیں تو زندگیاں بدل جاتی ہیں، اور یہ ہمارا فریضہ ہے کہ ہم ان کی علمی و عملی تربیت کریں۔ تو حضرت اپنے مدرسہ میں طلبہ پر محنت کرتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ اسکول، کالج اور یونیورسٹی جانے والے بچوں کی تربیت کے لئے بھی خوب کوشش کرتے ہیں۔

رمضان المبارک میں اعتکاف کا سلسلہ بھی ہوتا ہے، برطانیہ جیسی جگہ میں ڈیڑھ سو دو سو آدمیوں کا معتکف ہونا، یہ بڑی بات ہے۔ ان کے یہاں ختمِ قرآن ہو یا بخاری شریف کا جلسہ ہو، لوگ اس کثرت سے مسجد میں جمع ہوتے ہیں کہ جگہ ہی نہیں رہتی، اوپر نیچے سب full ہوتا ہے۔

میں جب بھی برطانیہ جاتا ہوں لیسٹر ضرور جاتا ہوں اس لئے کہ مولانا کی محبتیں ہیں اور مولانا کا ہمارے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ میں نے جن اکابرِ علماء سے مولانا کے مدرسہ میں جانے کے لئے کہا وہ گئے اور مدرسہ اور اکیڈمی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مولانا تقی الدین صاحب ندوی مدظلہ نے ابھی قریب میں مجھ سے کہا کہ میں دوبارہ

لیسٹر جاؤں گا تو مولانا ہی کے یہاں ٹھہرونگا، وہ اتنے خوش تھے۔ قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضراتِ اکابر سب وہاں گئے اور خوش ہوئے اور موجودہ اکابر بھی جاتے ہیں اور بہت خوش ہوتے ہیں۔

اور پھر یہ بات کہ مولانا ہمارے اکابرین کے نہج پر چل رہے ہیں۔ اللہ والوں کے ساتھ مولانا کے تعلقات ہیں۔ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل، حضرت حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا سے بہت محبت فرماتے تھے، ان کی مولانا پر بہت شفقت تھی، اور مولانا کو بہت اچھے اچھے مشورے دیتے تھے اور رہنمائی فرماتے تھے۔ تو اکابرین و اساتذہ کی توجہات اور والدین کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مولانا سے اس عمر میں بہت کام لیا اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اور اس طرح کے دوسرے نوجوان علماء کی زندگیوں میں برکت دے۔

میرے دوستو! یہ سب ہمارے اکابرین کے اخلاص کا نتیجہ ہے کہ آج انگلینڈ میں، امریکہ میں، افریقہ میں اور دنیا کے ہر خطہ میں مدارس ہیں اور علم وعمل کے لئے محنت ہو رہی ہے۔ میں لاس انجلس (Los Angeles) کی ایک مسجد میں عشاء کی نماز پڑھنے گیا، وہاں ایک عالم قرآنِ مجید کی تفسیر کر رہے تھے، میں بھی شریک ہو گیا، میں نے دیکھا کہ وہ قرآن شریف کی آیت کی تشریح کرتے ہوئے، تھوڑی دیر عربی میں تقریر کرتے ہیں، پھر تھوڑی دیر انگریزی میں اور پھر اردو میں، اس لئے کہ ان کے درس میں مختلف قسم کے لوگ تھے۔ میں نے سوچا یہ تو بڑا قابل آدمی ہے، جب درس ختم ہوا تو میں نے اٹھ کر ان سے ملاقات کی۔ گفتگو کے دوران جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ میرا تعلق علماء دیوبند سے ہے تو انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا۔ وہ کبھی دیوبند آئے نہیں ہیں، لیکن میں نے ان کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ وہ علماء دیوبند کے عاشق ہیں۔ مجھ سے وہ کہنے لگے کہ مولانا! یہ جو کچھ روشنی نظر آ رہی ہے، علماءِ دیوبند کی وجہ سے ہے۔ اللہ ہمارے ان اکابرین کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ ان

کا اخلاص، ان کی فنائیت، ترکِ دنیا، ایسے اوصاف تھے کہ یہ جو کچھ علم وعمل کی صورت میں آج نظر آرہا ہے، سب اسی کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر عطا فرمائے اور تمام مراکز دینیہ کی کفالت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق نصیب فرمائے کہ ہم اپنے اسلاف کے منہج کو ٹھیک سے سمجھیں اور اس کے مطابق کام کریں۔

ہمارے لئے بہت خوشی کی بات ہے کہ ایک حدیث کے مدرس، داعی الی اللہ اور نوجوانوں کو دین کے قریب کرنے والی شخصیت کی ہمارے دارالعلوم میں آمد ہوئی ہے، گذشتہ کل کاپودرا تشریف لائے تھے، ہم نے کہا ترکیسر فلاحِ دارین بھی جانا چاہئے، تو انہوں نے کہا کہ مجھے بھی وہاں کے اساتذہ واکابر اور طلبہ سے ملاقات کرنی ہے۔ میں نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگا۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ میں بیمار ہوں، میرے لئے آنا دشوار تھا، مجھے سفر میں تکلیف ہوجاتی ہے، لیکن میں نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤنگا، آپ تشریف لائے ہیں تو مولانا سے ہم درخواست کریں گے کہ اپنے ملفوظات سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ ہم اللہ تعالی سے دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں خوب برکت عطا فرمائے اور ہمارے تمام اداروں کی حفاظت فرمائے۔

میرے دوستو! ہمارے اکابر نے یہ ادارے جس مقصد کے لئے قائم کئے ہیں ہمیں اس پر قائم رہنا ہے۔ ہم اس علم کو دنیا کے لئے نہ پڑھیں، اس لئے کہ دنیا تو مل کر رہے گی۔ اس علم کو اگر اللہ کے لئے پڑھیں گے اور پڑھائیں گے اور اللہ کے دین کی اشاعت کی نیت کریں گے تو ان شاء اللہ العزیز ہمارے طلبہ میں سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو آخرت میں ہم سب کی نجات کے لئے کافی ہوگا۔ جزاکم اللہ۔

طالبِ علم کے مقاصد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلة:۱۱) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ.

میرے بہت ہی عزیز اور پیارے طلبہ!

چونکہ اربابِ علم وفضل کا مجمع ہے، یہاں بڑے بڑے علماء موجود ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اساتذۂ کرام حفظہم اللہ تعالیٰ اور میرے مشفق مربّی، ہم سب کے بڑے، حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم تشریف فرما ہیں، اور میں ہر اعتبار سے خالی ہوں اس لئے طبیعت بہت محجوب ہو رہی ہے، میں نے حضرت کی خدمت میں عذر بھی پیش کیا مگر ان کے حکم کی وجہ سے مجھے مجبور ہو کر بیٹھنا

پڑا، اللہ تعالیٰ بزرگوں سے سنی ہوئی اور بزرگوں کی پڑھی ہوئی ایسی باتیں کہنے کی توفیق عطا فرمائیں جو میرے لئے بھی نافع بنیں اور آپ سب میرے ساتھیوں کے لئے بھی نافع بنیں۔ (آمین)

عزیز طلبہ! میں بھی آپ حضرات کی طرح ایک طالبِ علم ہوں، اور طالبِ علم کو چاہئے کہ وہ اپنے مقصد کو سمجھے اور مقصد کو سمجھ کر ہر وقت اپنے مقصد کے حصول کی فکر میں لگا رہے۔

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ طالبِ علم اسے کہتے ہیں جس کے دماغ میں ہر وقت کوئی علمی سوال گردش کرتا رہتا ہو۔[۱] طالبِ علم چاہے درس گاہ میں ہو یا بستر پر لیٹا ہوا ہو، تکرار میں مشغول ہو یا مطالعہ میں، تفریح کے لئے نکلا ہو یا بازار میں ہو، اس کے دماغ میں ہر وقت کوئی نہ کوئی علمی سوال گردش کر رہا ہو۔

زندگی کے وہ لمحات کس کام کے جو کسی علمی مشغلے میں نہ گزریں

میں نے مفتیٔ اعظم پاکستان، حضرت مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی دامت برکاتہم سے سنا کہ حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اخیری ایام میں علیل چل رہے تھے، ڈاکٹروں نے گفتگو سے روک رکھا تھا، ملاقاتیں بند تھیں، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاری طیّب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات کی آمد و رفت رہتی تھی، یہ سب حضرت کے بڑے بڑے خلفاء تھے، حضرت اس حالت میں بھی لیٹے لیٹے اچانک ہی ان بڑوں میں سے کسی کو یاد فرماتے کہ مفتی محمد شفیع صاحب ہیں؟ مفتی صاحب کو بلایا جاتا، پھر حضرت فرماتے کہ تم احکام القرآن پر کام کر رہے ہو، ابھی ابھی میں فلاں آیت پر غور کر رہا تھا تو ایک بات میرے قلب پر وارد ہوئی، تمہیں کام

[۱] ملفوظات و واقعات حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، ص: ۳۳

آئے گی، اسے نوٹ کرلو۔ پھر تھوڑی دیر گزرتی، فرماتے کہ فلاں صاحب ہیں؟ عرض کیا جاتا کہ ہاں ہیں۔ فرماتے کہ بلاؤ ان کو۔ جب وہ حاضرِ خدمت ہوتے تو فرماتے کہ تم فلاں چیز پر کام کررہے ہو، ابھی لیٹے لیٹے فلاں حدیث پر غور کررہا تھا تو ایک بات میرے قلب پر وارد ہوئی، وہ تمہارے اس مضمون میں کارآمد ہوگی۔ حضرت کے بھتیجے تھے مولانا شبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کی خانقاہ کے ناظم تھے اور چونکہ حضرت ان سے بہت محبت فرماتے تھے اس لئے وہ جرأت کرکے کچھ باتیں حضرت کی خدمت میں عرض کرلیتے تھے، انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! ڈاکٹروں نے منع کررکھا ہے اور آپ علمی کاموں میں مشغول ہیں؟ تھوڑی دیر کے بعد اِس کو بلاتے ہیں، اُس کو بلاتے ہیں، آپ کو آرام کرنا چاہئے۔ تو حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی شبیر علی! بات تو تم ٹھیک کہتے ہو، لیکن زندگی کا وہ لمحہ کس کام کا جو کسی دینی یا علمی مشغلے میں نہ گزرے۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

مطالعۂ کتب بھی ایک مرض ہے

حضرت علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ تو بہت ہی مشہور ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نوّر اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ افواہ پھیلی کہ حضرت کا انتقال ہو گیا، ہم لوگ جلدی جلدی حضرت کے گھر پہنچے، دیکھا تو حضرت چوکی پر بیٹھے ہوئے ہیں، سامنے ایک تکیہ ہے جس پر کوئی کتاب رکھی ہوئی ہے اور حضرت اس کا مطالعہ فرما رہے ہیں، علّامہ شبیر احمد عثمانی نوّر اللہ مرقدہ نے عرض کیا کہ حضرت! وہ کون سی بحث رہ گئی ہے کہ اس ضعف اور نقاہت کے عالم میں بھی آپ اتنی مشقت برداشت کرکے کتاب کا مطالعہ کررہے ہیں؟ اور اگر کوئی بحث ایسی ہو تو اس کی فوری ضرورت کیا پیش آگئی ہے کہ اسے چند روز مؤخّر نہیں کیا جاسکتا؟ اور اگر فوری ضرورت پیش آ ہی گئی تھی تو ہم خدّام کس کام کے؟ آپ ہمیں بلا

لیتے۔ تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظر اُٹھا کر علّامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ مولوی شبیر احمد! یہ بھی تو ایک روگ ہے، اس روگ کا کیا کروں؟[1]

علم محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

تو طالبِ علم اسے کہتے ہیں جو ہر وقت علمی جستجو میں رہتا ہو، اور یہ اس کے مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد ہے، لہٰذا اس مقصد کو سمجھ کر اس کے حصول کے لئے ہر وقت کوشاں رہنا چاہئے، میرے عزیزو! یہ علم محنت، کوشش اور قربانی کے بغیر حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے۔

اَلْعِلْمُ لَا يُعْطِيْكَ بَعْضَهٗ حَتّٰى تُعْطِيَهٗ كُلَّكَ

علم تجھے اپنا تھوڑا سا حصّہ اس وقت دے گا جب تو اس کے لئے اپنے آپ کو پورا کھپا دے گا۔

میرے عزیز طلبہ! ہم اپنے اساتذہ سے اس قسم کی باتیں بار بار سنتے رہتے ہیں، لیکن جو باتیں بار بار سننے میں آتی ہیں ان کی طرف توجّہ کم ہی ہوتی ہے، حالانکہ یہ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی طرف ہر وقت توجّہ رہنی چاہئے۔

حصولِ علم کے لئے سب کچھ قربان کرنا پڑے گا

علم حاصل کرنے کے لئے سب کچھ قربان کرنا پڑے گا، اپنی منشا، اپنی مرضی، اپنی رائے، اپنی راحت، اپنا وطن، ماں باپ، سب کچھ قربان کرنا پڑے گا۔

لَوْ كَانَ هٰذَا الْعِلْمُ يَحْصُلُ بِالْمُنٰى
مَا كَانَ يَبْقٰى فِي الْبَرِيَّةِ جَاهِلُ
فَاجْهَدْ وَلَا تَكْسَلْ وَلَا تَكُ غَافِلاً
فَنَدَامَةُ الْعُقْبٰى لِمَنْ يَّتَكَاسَلُ

---

[1] تذکرے، ص: ۲۲۱

اگر یہ علم اُمنگوں سے اور تمنّاؤں سے حاصل ہوجاتا تو اس روئے زمین
پر کوئی جاہل نہ رہتا، اس لئے محنت کر، سستی سے دور رہ اور غفلت سے
باز آ، اس لئے کہ مستقبل اور انجام کی ندامت اس کے حصّے میں آتی ہے
جو سستی کرتا ہے۔

اگر علم صرف تمنّاؤں سے حاصل ہوجاتا تو اس روئے زمین پر ایک شخص بھی جاہل نہ رہتا اس لئے کہ ہر شخص کی یہ اُمنگ اور تمنّا ہوتی ہے کہ وہ محدّث ہوتا، مفسّر ہوتا، مفتی ہوتا، صاحبِ علم ہوتا، اور جب یہ بات ہے تو ظاہر ہے کہ ایک شخص بھی روئے زمین پر جاہل نہ رہتا، لیکن چونکہ یہ علم نِری تمنّاؤں اور امنگوں سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ کوشش اور محنت سے حاصل ہوتا ہے، فَاجْهَدْ، اس لئے کوشش کر، محنت کر، وَلا تَكْسَلْ، سستی مت کر، وَلَاتَكُ غَافِلًا، اور غفلت سے دور رہ، فَنَدَامَةُ الْعُقبٰى لِمَنْ يَتَكَاسَلُ، اس لئے کہ مستقبل کی ندامت اس کے ساتھ رہتی ہے جو طالبِ علمی کے زمانے میں سستی کرتا ہے۔

تو ہم سب طالبِ علموں کو چاہئے کہ اپنے مقصد کو سمجھیں، ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم ہر وقت علم حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہیں اور اسے زیادہ سے زیادہ حاصل کریں، ہر فن میں پختگی ہو، نحو میں، صرف میں، علمِ بلاغت میں، باقی فنون اور علوم میں، اور یہ پختگی بغیر محنت اور کوشش کے حاصل نہیں ہوتی۔

علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے

پیارے طلبہ! ہمارے مقصد کا پہلا حصّہ یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں، دوسرا حصّہ یہ ہے کہ اس حاصل شدہ علم پر ہم عمل کریں، علم عمل کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو عمل کے لئے پیدا کیا ہے، اور عمل چونکہ علم پر موقوف ہے، بغیر علم کے عمل ہو نہیں سکتا اس لئے علم کی بڑی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، علم ہے مگر عمل نہیں تو ایسا شخص قیامت کے دن

زبردست پکڑ میں آئے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں۔ (آمین)

ہمیں علمِ نبوّت کے باغ میں جگہ ملی ہے

میرے عزیزو! علم ہے مگر عمل نہیں تو یہ بیکار ہے۔

اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَالشَّجَرِ بِلَا ثَمَرٍ

علم بغیر عمل کے ایسا ہی ہے جیسا کہ درخت بغیر پھل کے۔

اگر کسی باغ میں آم کے پچاس (۵۰) درخت لگا دیۓ جائیں اور ان میں سے پینتالیس (۴۵) بارآور ہوں اور باقی پانچ (۵) بے پھل، تو باغ کا مالک کیا کرے گا؟ ایک یا دو سال انتظار کرے گا، پھر ان درختوں کو کاٹ کر پھینک دے گا، اسی طرح میرے بھائیو، ہمیں بھی علمِ نبوّت کے باغ میں جگہ ملی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہوا اس لئے اس کی قدر کرنی چاہیے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ[1]

بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

یہ کتنا بڑا اعزاز ہے، اہلِ علم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، انہیں علمِ نبوّت کے باغ میں جگہ ملی ہے، اب گلشنِ نبوّت کا کوئی درخت تناور ہو جاۓ مگر پھل دار نہ ہو تو ایسے درخت کی ضرورت نہیں ہے، ایسا شخص دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی، عالم ہو کر دنیا کا طالب ہو، عالم ہو کر مال و متاع کا طالب ہو، عالم ہو کر جاہ کا طالب ہو، یہ پھل دار درخت نہیں، ایسے درخت کو اکھیڑ کر پھینک دیا جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو چاہے عزّت کی نظر سے دیکھتا رہے، لیکن لوگوں کی نظروں میں اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔

[1] سنن الترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، ح ٢٨٧٤

حصولِ علم کے لئے ذلّت ہی عزّت کا زینہ ہے

میرے عزیز طلبہ! میں پھر مکرّر عرض کرنا چاہتا ہوں، علم کے حصول کے لئے محنت کرو، جفاکشی اختیار کرو، ذلّت اختیار کرو، کچھ بھی کرنا پڑے کرو اس لئے کہ یہ بڑی عزّت کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلۃ: ۱۱)

اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں خاص طور پر) ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند کردے گا۔

اَلْعِلْمُ عِزٌّ لَا ذُلَّ فِيْهِ لَا يُدْرَكُ إِلَّا بِذُلٍ لَا عِزَّ فِيْهِ

علم عزّت ہی عزّت ہے، اس میں ذلّت بالکل نہیں، مگر حاصل ہوتا ہے اپنے آپ کو مٹانے سے نہ کہ شان وشوکت کے ساتھ۔

حصولِ علم کے وقت عزّت اور شان وشوکت بالکل مناسب نہیں، حصولِ علم کے وقت ذلّت چاہئے، پستی چاہئے، اپنے اساتذۂ کرام کے سامنے تواضع چاہئے، انکساری چاہئے، دل میں ان کی محبت چاہئے، عقیدت چاہئے، احترام چاہئے، اگر کوئی اکڑ کے ساتھ، خود رائی کے ساتھ، شان وشوکت کے ساتھ علم حاصل کرنا چاہے گا تو ناکام ہوگا۔

طالبِ علم مدرسے میں داخل ہو، دخیل نہ ہو

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ طالبِ علم کو مدرسے میں داخل تو ہونا چاہئے، دخیل نہیں ہونا چاہئے۔[1] مطلب یہ ہے کہ مدرسے میں پڑھنے کے لئے داخلہ تو لے، مگر مدرسے کے امور میں دخیل نہ بنے، یہ کتاب فلاں استاذ کے پاس ہوتی تو اچھا

---

[1] اصلاح افروز بیانات، ص: ۵٦

ہوتا، یہ کتاب اس طرح پڑھائی جاتی تو اچھا ہوتا، یہ کتاب داخلِ نصاب نہ ہوتی تو اچھا ہوتا، اگر تقریر مختصر ہوتی تو اچھا ہوتا، اگر تقریر طویل ہوتی تو اچھا ہوتا، یہ استاذ اس فن میں کچھ کمزور ہیں، ان کے پاس یہ کتاب نہ رہتی تو اچھا ہوتا، مطالعہ کے لئے فلاں وقت ہوتا تو اچھا ہوتا، تکرار اگر اتنے بجے شروع ہوتا تو اچھا ہوتا۔ یہ کام ہمارا نہیں ہے، یہ مہتمم صاحب کا کام ہے، یہ منتظمین حضرات کا کام ہے، یہ اساتذۂ کرام کا کام ہے۔

میں نے کل جامعہ قاسمیہ کھروڑ میں عرض کیا تھا کہ ہم سب نے یہ حدیث پڑھی ہے:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ[1]

میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتے اللہ تعالیٰ ہیں۔

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ استاذ قاسم ہے، استاذ علم دیتا نہیں ہے، علم تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، استاذ تو تقسیم کرنے والا ہے، ایک ذریعہ ہے، میرا دل یہ کہتا ہے کہ کسی فن کی کوئی کتاب کسی کمزور استاذ کے ذمّے لگا دی گئی ہو اور طالبِ علم یہ سمجھ کر کہ ہمارے بڑوں کا یہی مشورہ ہے، یہی فیصلہ ہے، اُس استاذ کے ادب و احترام اور طلبِ علم کے تمام آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی پوری محنت کے ساتھ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسی استاذ کے قلب سے ایسا فیضان فرمائیں گے کہ عقل حیران رہ جائے گی۔

بڑائی حصولِ علم میں رُکاوٹ ہے

عزیز طلبہ! آج ہم طالبِ علموں کا بڑا روگ یہ ہے کہ ہم خود رائے کے مرض میں مبتلا ہوگئے، ہماری خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہر چیز میں ہماری بات چلنی چاہیئے، یہ اکڑ اور بڑائی علم میں رُکاوٹ ہے، اپنے آپ کو فنا کئے بغیر یہ علم حاصل نہیں ہوسکتا، نقوش اور الفاظ حاصل ہو جائیں گے، لیکن علم کی حقیقت حاصل نہیں ہوگی، طالبِ علم اوّل نمبر سے پاس تو ہو جائے گا،

---

[1] صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من يرد اللّٰه به خيرًا يفقهه في الدينه، ح۷۲

لیکن اسے علم کا نور حاصل نہیں ہوگا، وہ علمِ نبوّت کا حقیقی معنی میں حامل نہیں ہوگا، اس کے پاس علم کی صورت ہوگی، مگر علم کی حقیقت سے وہ محروم ہوگا، ایسے طالبِ علم سے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت نہیں لیتے۔

استاذ کے ادب واحترام کا مثالی نمونہ

اس لئے اپنی رائے کو فنا کرو اور طلبِ علم کے تمام آداب کا پورا خیال رکھو، پہلے زمانے میں طلبہ اپنے استاذ کے ادب کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، امام ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں، وہ اپنے استاذ کا کتنا ادب کرتے تھے اس کا اندازہ ان کے اس قول سے ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا اجْتَرَأْتُ أَنْ أَشْرَبَ الْمَاءَ وَالشَّافِعِيُّ يَنْظُرُ إِلَيَّ هَيْبَةً لَهُ[1]

خدا کی قسم! غایتِ ادب واحترام کی وجہ سے مجھے کبھی یہ ہمّت نہیں ہوئی کہ میں اس حال میں پانی پیوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میری طرف دیکھ رہے ہوں۔

ہماری غلط سوچ

ہم لوگ ادب کے ان حضرات سے بھی زیادہ محتاج ہیں اس لئے کہ وہ تو خیر کے زمانے کے لوگ تھے، ان کے قلوب پاکیزہ تھے، انہیں اساتذہ کی توجّہ کی اتنی ضرورت نہیں تھی جتنی ہمیں ہے، لہٰذا ہماری زندگی میں اس سے بھی زیادہ ادب ہونا چاہئے، مگر ہم اُلٹا سوچتے ہیں کہ ان حضرات کا زمانہ خیر کا تھا لہٰذا انہوں نے جتنا ادب کرکے دکھایا ہم اس گئے گزرے دور میں کیسے کرسکتے ہیں؟ میرے بھائیو! ہمارے زمانے میں ادب کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ ہمارے قلوب پاکیزہ نہیں ہیں اور حصولِ علم میں کامیابی کے لئے ہم اساتذہ کی توجّہ کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق: ۴۰۱/۲۱

مدارس کا حال کالج جیسا ہو رہا ہے

عرض یہ کر رہا تھا کہ علم عزّت کی چیز ہے، مگر حاصل ہوگا تواضع اور انکساری کے ساتھ، اس لئے اپنی رائے کو فنا کر کے اپنے اساتذہ کے تابع ہو کر علم میں منہمک ہو جاؤ، آج کل تو حال یہ ہے کہ اگر کسی استاذ کا دل مکدّر ہو جاتا ہے تو طالبِ علم کو کوئی پرواہ نہیں، مدارس کا ماحول بالکل کالج اور یونیورسٹی جیسا ہوتا چلا جا رہا ہے، مزاج یہ بن گیا ہے کہ ہم تو درس گاہ میں پڑھنے کے لئے آتے ہیں، معلومات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں، استاذ راضی ہو یا ناراض، اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، اگر مجھ سے ناراض ہے تو باقی ساتھیوں سے تو نہیں، جب ان کے سامنے تقریر کرے گا تو میں بھی سن لوں گا اور علم میری طرف بھی منتقل ہو جائے گا، نہیں میرے بھائیو! یہ خیال بہت غلط ہے، یہ علم یونیورسٹیوں اور کالجوں والا علم نہیں ہے، یہ علم الفاظ سے منتقل نہیں ہوتا، یہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا ہے، اور جب تک استاذ کا دل آپ سے صاف نہیں اور آپ کا دل استاذ سے صاف نہیں، اس وقت تک ایک دل سے دوسرے دل میں یہ منتقل نہیں ہوگا، اسی وجہ سے میں اپنے یہاں طالبِ علموں سے کہا کرتا ہوں کہ اگر کوئی استاذ کسی بات پر ناگواری کا اظہار کرے اور آپ کو یہ محسوس ہو کہ استاذ کا دل مکدّر ہو گیا ہے تو تمہیں رات کو سونے سے پہلے تک استاذ کا دل صاف کر لینا چاہئے، اور کبھی ایسا کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے جس میں طالبِ علم سستی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کو تنبیہ کرتا ہوں کہ تمہارے استاذِ محترم صبح سے ناراض ہیں اور ابھی تک تم ان کے ساتھ اپنا معاملہ درست نہیں کر سکے!

استاذ بہت مشفق ہوتا ہے

پیارے طلبہ! استاذ تو بہت مشفق ہوتا ہے، میرے محبوب مرشد، حضرت حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ایک لکھ پتی باپ اپنے بیٹے کے لئے یہی تمنّا کرتا ہے کہ وہ کروڑ پتی بن جائے، ٹھیک اسی طرح شیخ اور استاذ کا معاملہ ہے، استاذ جب پڑھانے

کے لئے بیٹھتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ میں ترمذی شریف پڑھا تا ہوں تو میرا شاگرد مشکوٰۃ شریف تک ہی رہے، بلکہ یہ تمنّا ہوتی ہے کہ میں تو ترمذی شریف تک پہنچا ہوں، اللہ کرے کہ میرا شاگرد بخاری شریف تک پہنچ جائے۔ اور شیخ کے دل میں بھی یہ خیال نہیں آتا کہ میرا مرید روحانیت میں مجھ سے کم درجے کا رہے، بلکہ یہ تمنّا رہتی ہے کہ میرا مرید مجھ سے بھی آگے نکل جائے۔ میرے عزیزو! ہمارے اساتذہ بہت مشفق ہوتے ہیں، یہ جب ہمیں ڈانٹتے ہیں یا ہم سے ناراض ہوتے ہیں تو ہمیں علم وعمل کی طرف متوجّہ کرنے کے لئے اور خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں، یہ ہمارے دشمن نہیں ہیں۔

استاذ کی تنبیہ پر خوشی

ایک زمانہ تھا کہ جب کوئی استاذ کسی طالبِ علم کو تنبیہ کرتا تھا، ڈانٹ ڈپٹ کرتا تھا تو طالبِ علم خوشی محسوس کرتا تھا کہ استاذِ محترم کو میری فکر ہے اور میری طرف متوجّہ ہیں، دوسرے طلبہ بھی اسے قابلِ رشک نگاہوں سے دیکھتے تھے، اور اب زمانہ ایسا آگیا ہے کہ استاذ اگر ڈانٹتا ہے تو ہم ناراض ہوتے ہیں اور نہیں ڈانٹتا ہے تو خوشی محسوس کرتے ہیں، پہلے یہ حالت تھی کہ اگر کسی شریف طالبِ علم کو اس کی شرافت کی وجہ سے دو تین مہینے کسی استاذ کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ نہیں ہوتی تھی تو وہ فکر میں پڑ جاتا تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ میرے اساتذہ میری طرف متوجّہ نہیں ہیں۔

احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں

میرے عزیزو! طلبِ علم کی توفیق یہ بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو طلبِ علم کے لئے قبول فرمالیا ہے، یہ بہت بڑی سعادت ہے، آپ حضرات کی خدمت میں میری یہی گزارش ہے کہ اس سعادت کی قدر کریں اور احساسِ کمتری کا کسی وقت بھی شکار نہ ہوں۔

والدِ محترم کی تربیت اور حصولِ علم کے لئے ذہن سازی

میں آپ کو اپنی ایک بات سناؤں، میں دس سال کی عمر میں یہاں (انڈیا) سے انگلینڈ گیا، وہاں اسکول میں میرا داخلہ ہوا اور چند ہی مہینوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور میرے والدین کی دعاؤں کی برکت سے اوّل نمبر سے پاس ہونے لگا، یہ ۱۹۷۳ء اور ۱۹۷۴ء کا زمانہ تھا جب کہ ہمارے مسلم معاشرے میں اتنے professionals (جدید تعلیم یافتہ حضرات) نہیں تھے اور لوگ اس کی کمی محسوس کرتے تھے، ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لوگ بہت زور ڈالتے تھے کہ اسے کالج بھیجو، یونیورسٹی بھیجو تا کہ ڈاکٹر بن جائے، lawyer (وکیل) بن جائے، مسلمانوں کو اس ملک میں پڑھے لکھے لوگوں کی بہت ضرورت ہے۔ اور واقعی اس وقت ضرورت تھی بھی، لیکن ہمارے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے بارے میں ایک بات طے کر چکے تھے کہ اسے علمِ دین کی راہ پر لگانا ہے، جب ہم اپنے آبائی گاؤں بھوریا میں رہتے تھے، میری عمر چھ، سات سال ہوگی، مجھے یاد ہے کہ میں نے جب اردو پڑھنا سیکھ لیا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے عصر کی نماز کے بعد کبھی کبھی فضائل کی تعلیم کرواتے تھے اور ذہن بناتے تھے کہ تجھے عالم بن کر لوگوں کو سکھانا ہے، تو اُس وقت پتا بھی نہیں تھا کہ عالم، مولانا اور مولوی کسے کہتے ہیں، لیکن ہم سے یہ کہلوایا کرتے تھے کہ عالم بننا ہے، مولانا بننا ہے۔ پوچھا کرتے تھے کہ بیٹا! بڑے ہو کر کیا کرو گے؟ اور ہم ان کا سکھلایا ہوا جواب دیتے تھے کہ عالم بنوں گا، مولانا بنوں گا۔ اس طرح وہ ہماری تربیت کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں بلند درجات عطا فرمائیں۔ (آمین)

عالم بننے کی ایسی ذہن سازی کی تھی کہ اسکول کے بعد جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے لئے کالج کا فیصلہ فرمایا تو مجھ پر بہت شاق گزرا اور میں ان سے ضد کرنے لگا کہ مجھے دار العلوم بھیج دیجئے۔ تھے تو دیہات کے رہنے والے، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائیں، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا! تم کالج کر لو، کالج کے بعد تمہیں دار العلوم ہی بھیجنے

والا ہوں، یہ تو میرا پہلے سے ارادہ ہے، مگر کالج اس لئے بھیجنا چاہتا ہوں کہ دین کی خدمت کرنے کے لئے مستقبل میں انگریزی کی بھی ضرورت پڑے گی۔ یہ اُن کی دور اندیشی تھی، ان کی یہ بات مجھے اس وقت سمجھ میں آئی جب ۱۹۸۴ء میں امریکہ سے دار العلوم بَری ایک درخواست آئی کہ ایک ایسے طالبِ علم کو تراویح کے لئے بھیجو جو انگریزی میں بھی تقریر کرسکتا ہو، اور میرے استاذِ محترم، حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب دامت برکاتہم نے اس ناچیز کو بھیجا، میں جب وہاں پہنچا اور انگریزی میں تقریروں کا سلسلہ شروع ہوا اور لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے، (اس لئے کہ بنجر زمین تھی، وہاں دور دور تک کسی عالم کا تصوّر نہیں تھا)، اُس وقت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فیصلے کو میں سمجھ سکا اور مجھے بہت خوشی ہوئی۔

دنیوی تعلیم کا دل میں وسوسہ بھی نہیں آیا

میں یہ عرض کررہا تھا کہ بچپن سے دل میں والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شوق پیدا کیا تھا اور بالآخر ۱۹۸۰ء میں دار العلوم بَری میں داخلہ ہوا، میں نے دار العلوم کی طرف رخ کیا اور میرے اس وقت کے ساتھیوں نے دنیوی تعلیم کی طرف رخ کیا، ہمیں دینی تعلیم کی توفیق ملی، انہوں نے دنیوی تعلیم میں ترقّی کی، آج بھی علیک سلیک رہتی ہے، میرے عزیز طلبہ! مسجد میں بیٹھا ہوا ہوں، بڑے بڑے اکابر موجود ہیں، حلفیہ کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی کی حالت کو بھی دیکھ کر کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ کاش میرے والد صاحب مجھے مدرسے کی طرف بھیجنے کے بجائے کسی دنیوی تعلیم گاہ کی طرف بھیجتے، ایک مرتبہ وسوسہ بھی نہیں آیا، اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور میرے بزرگوں کی جوتیوں کی برکت کہ الحمد للہ، بڑے بڑے مالداروں کو دیکھ کر، professionals (جدید تعلیم یافتہ حضرات) کو دیکھ کر، کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ کاش میں ان کی جگہ ہوتا۔ اور میرے وہ ساتھی جو میرے ساتھ اسکول اور کالج میں تھے اور اُس وقت میں نے ان کو ترغیب بھی دی تھی کہ تم بھی میرے ساتھ دار العلوم چلو۔ اب وہ ملتے ہیں، بیانوں میں بھی شرکت کرتے ہیں، دنیوی اعتبار سے بہت اچھی حالت میں ہیں، مگر وہ مجھ

سے کہتے ہیں کہ جب ہم تجھے دیکھتے ہیں تو ہمیں اندر سے بہت حسرت ہوتی ہے کہ کاش ہم بھی دارالعلوم گئے ہوتے اور علمِ دین سے بہرہ ور ہوئے ہوتے۔

اس لئے میرے عزیز طلبہ، آپ للچائی ہوئی نظر سے اہلِ ثروت کو نہ دیکھیں، یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ کو نہ دیکھیں، اچھی اچھی گاڑی والوں کو نہ دیکھیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ الحمدللہ پوری دنیا آپ کو رشک کی نگاہ سے دیکھتی ہے، اور کوئی دیکھے نہ دیکھے،

مصلّٰی ہے ہمارا تختِ شاہی
کسی کی کیا کرے گی کم نگاہی

کوئی ہمیں عزّت اور احترام کی نظر سے دیکھے نہ دیکھے، اللہ تعالیٰ کا قرآن اعلان کرتا ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلة: ۱۱)

اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں خاص طور پر) ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند کردے گا۔

طالبِ علم کا مقام

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے، کتنا اونچا مقام؟ اللہ اکبر! احساسِ کہتری سے نکلنے کے لئے صرف ایک حدیث کافی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ

اور بیشک فرشتے اپنے پروں کو طالبِ علم کے لئے رکھتے اور بچھاتے ہیں خوش ہو کر اس عمل پر جسے وہ انجام دے رہا ہے۔

آگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ دَوَابُّ الْبَرِّ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ[1]

اور بیشک طالبِ علم کے لئے زمین پر بسنے والے تمام جانور دعا کرتے ہیں حتّٰی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔

حقیر دنیا کی طرف للچائی ہوئی نظر نہ ڈالیں

میرے پیارے بھائیو! علمِ نبوّت کے طالبین کی اس حالت کو دیکھ کر مجھے تو بہت دکھ ہوتا ہے، بہت غم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کے لئے منتخب کیا، حدیث کے لئے منتخب کیا، اپنے دین کی حفاظت کے لئے منتخب کیا، ہمیں انبیاء علیہم السلام کا وارث بنایا اور ہم احساسِ کمتری کے شکار ہوکر للچائی ہوئی نظر سے ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے پاس دنیا کی حقیر چیزیں ہیں! کل قیامت کے دن لوگوں کا الگ الگ جماعتوں کے ساتھ حشر ہوگا، اگر ہم نے اس علم کے تقاضوں کو پورا کیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا حشر جنابِ محمدٌ رّسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہوگا۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام عطا فرمایا ہے، اس کی قدر کریں، ناشکری سے بچیں اور اس موقع کو غنیمت سمجھیں، رہنمائی کے لئے اپنے اکابر کے حالات کو پڑھیں اور طلبِ علم کے آداب کے سلسلے میں ان کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں، حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'آدابُ المتعلّمین' کا مطالعہ کریں، اور مطالعہ صرف معلومات کے لئے نہیں، بلکہ عمل کرنے کے لئے کریں، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

اساتذہ اور بزرگوں کی دعائیں لینے کا اہتمام کریں

میرے عزیز طلبہ! محنت کے ساتھ ایک اور اہم بات بھی ضروری ہے، اور وہ اساتذہ اور بزرگوں کی دعا ہے، میرے حضرت حاجی فاروق صاحب نے مجھ سے فرمایا تھا کہ بیٹا! ایک

---

[1] شعب الإيمان، ح۱۶۹۷

ہے دعا کرنا، دوسرا ہے دعا کرانا اور تیسرا ہے دعا لینا۔ میرے عزیزو! آپ دعا لینے والے بن جاؤ، حضرت اقدس مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم نے گزشتہ کل مجھ سے پہلے کاپودرا میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں رمضانُ المبارک میں علیل چل رہا تھا اور بستر پر لیٹے لیٹے جب بھی سلیم کی یاد آتی تھی (اور اس کی یاد آتی رہتی ہے) تو دل سے اس کے لئے دعا کرتا تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی، آپ بھی میرے عزیزو، دعا لینے والے بنو۔

آپ کے لئے دعا کرنا تو میرے معمولات میں ہے

میں نے ایک مرتبہ تراویح کے بعد حضرت کی خدمت میں حرم شریف میں عرض کیا کہ آپ میرے لئے، میرے ادارے کے لئے، میرے والدین کے لئے اور میرے مشائخ واساتذہ کے لئے دعا فرمائیں۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اور تمہارے کاموں کے لئے دعا کرنا تو میرے معمولات میں داخل ہے۔

بزرگوں کی دعا کی برکت

بزرگوں کی دعائیں لو، اساتذہ کی دعائیں لو، اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ ان کی خدمت کرو، ان کے ساتھ احترام کا معاملہ کرو، عظمت کا معاملہ کرو، محبت اور عقیدت کے ساتھ تعلّق رکھو، ادب کے ساتھ پیش آؤ، ابھی حضرت نے میرے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا یا آپ نے میرے بارے میں جو کچھ پہلے سنا ہے، میرے بھائیو! میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے اساتذہ، بزرگوں اور والدین کی دعاؤں کی برکت سے ہے۔

دعائیں ہم نے کی اور مدرسہ آپ کا؟

کل بھی میں نے کاپودرا میں عرض کیا تھا کہ مکّہ مکرّمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے ایک مدرسہ قائم کیا ہے، اس کے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! آپ فرماتے

ہیں کہ ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، حالانکہ آپ کو معلوم نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقاتِ سحر میں سر بسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں، یہ مدرسہ انہی سحر گاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔[1]

تو ہمیں اپنا جو کچھ بھی نظر آتا ہے وہ ہمارا نہیں، یہ ان بڑوں کی دعاؤں کی برکت کا ثمرہ ہے، ان کی صحبت، ان کی نظر اور ان کی توجّہ جب نصیب ہو جاتی ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو ایسا بنا دیتے ہیں کہ پھر جینے کا اور مرنے کا سلیقہ آجاتا ہے۔

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

جینے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے اور مرنے کا سلیقہ بھی آجاتا ہے، زندگی نیک اعمال اور خدمتِ دین میں گزرتی ہے اور موت مقامِ ولایت پر حسنِ خاتمہ کے ساتھ نصیب ہوتی ہے۔

اپنی قدر پہچانو!

میرے عزیزو! عرض یہ کر رہا تھا کہ اپنے آپ کو احساسِ کہتری سے نکالو اور اپنی قدر پہچانو، قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دار العلوم کراچی تشریف لے گئے اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر طلبہ کے سامنے تقریر کے لئے تشریف لائے تو ایک ہی جملہ ارشاد فرمایا، طالبِ علمو! اپنی قدر پہچانو۔[2] سبحان اللہ! کتنا وزنی جملہ ہے۔

میرے عزیزو! اس سلسلے میں اب تک جو کوتاہی ہوئی ہے اس پر صلوٰۃ التوبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو کہ اے اللہ! علم کے سلسلے میں ہم سے بہت کوتاہی ہوئی ہے، ہم اس عظیم نعمت کی قدر نہ کر سکے، آپ ہمیں معاف کر دیجئے! دو دو رکعات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی

---

[1] حکایات اسلافِ دیوبند، ص: ۳۵

[2] اصلاحی خطبات: ۷/۲۴

مانگو اور مستقبل کے لئے پکّے ارادے کرو اور علم کے تمام آداب کا خوب خیال رکھو اور علم کے جو مقاصد ہیں ان کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو۔

حصولِ علم کا پہلا مقصد: محنت اور کوشش

حصولِ علم کا پہلا مقصد یہ ہے کہ علم کی طلب میں خوب محنت کی جائے، ایسی محنت کرو جیسی ہمارے اکابر نے کی تھی، ان کی طرح ہمارے دلوں میں بھی علم کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا ہونی چاہئے، بس رات دن ایک ہی دُھن ہو، طلبِ علم اور حصولِ علم۔

دوسرا مقصد: علم پر عمل

حصولِ علم کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ جس علم کو حاصل کر رہے ہیں اس پر فوراً عمل کریں، فارغ ہونے کے بعد کا انتظار نہ کریں، فرض، واجب، حرام اور مکروہاتِ تحریمیہ کا جہاں تک تعلّق ہے اس میں تو کوئی گنجائش ہے ہی نہیں، لیکن سنن، مستحبات اور نوافل کی بھی کوشش کرنی چاہئے، ہاں، وہ نوافل جن میں ایک معتد بہ وقت صرف ہوتا ہو، انہیں اساتذۂ کرام سے رہنمائی لے کر کرنا چاہئے اس لئے کہ کبھی کبھی طالبِ علم، عمل کے جذبے سے مغلوب ہو کر ایسے نفل کاموں میں لگ جاتا ہے جن کی وجہ سے حصولِ علم میں خلل واقع ہوتا ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانۂ طالبِ علمی میں اوّابین پڑھنا

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سلسلے میں اپنا ایک قصّہ لکھا ہے کہ مجھے بزرگی کا جوش ہوا اور ایک دن مغرب اور عشاء کے درمیان لمبی لمبی نفلیں پڑھنے لگا، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور نماز کے دوران ہی ایک زوردار طمانچہ رسید کیا اور فرمایا کہ سبق یاد نہیں کیا جاتا؟ میرے دل میں خیال آیا کہ بڑے میاں خود تو پڑھتے نہیں، مجھے بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ شیطان کی چال تھی جس کو میں اس وقت نہیں سمجھ سکا،

بعد میں سمجھا کہ یہ علم سے روکنے کے لئے شیطان کا ایک حربہ تھا اس لئے کہ جب نوافل پڑھنے کا دور آیا اس وقت طبیعت بوجھل ہونے لگی اور نفس بہانے تلاش کرنے لگا۔[۱]

تو علم پر عمل کرو، حلال اور حرام میں تو کوئی پیچیدگی نہیں ہے، حلال کو اختیار کرو اور حرام سے بچو، میرے بھائیو! سوچو تو سہی، طالبِ علم اور ڈاڑھی کاٹتا ہے، حدیث پڑھ رہا ہے، تفسیر پڑھ رہا ہے، اپنے سینے کو علمِ قرآن کا گنجینہ بنا رہا ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتنی عظیم سنت پے قینچی چلا رہا ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اپنی وضع قطع شرعی ہو، بلکہ صلحاء والی ہو، اپنی ٹوپی، اپنا کرتا، اپنی شلوار، اپنی نشست و برخواست بزرگوں والی ہو، صلحاء والی ہو، جو لوگ دنیا سے کامیابی حاصل کر کے گئے انہی کی اتباع کر کے ہم بھی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں، اس لئے اس وقت کی جو سوچ ہے، اِس وقت جو جدید ذہنیت سب پر مسلّط ہوتی چلی جا رہی ہے، اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو اور اپنے آپ کو فکری، علمی اور عملی طور پر اپنے اکابر سے وابستہ رکھو، فارغ وقت میں ان کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھو، ان کی سوانح پڑھو، یہاں پر جو حضراتِ مشائخ ہیں ان کی صحبتوں کو اختیار کرو، ان کی مجلسوں میں جاؤ اور ان سے استفادہ کرو۔

تیسرا مقصد: علم کو پھیلانا

تو علم حاصل کرنا ہمارا پہلا مقصد ہے، اور پھر اس علم پر عمل کرنا یہ ہمارا دوسرا مقصد ہے، اور اس علم کو دوسروں تک پہنچانا یہ ہمارا تیسرا مقصد ہے، علم حاصل کرنا، اس پر عمل کرنا اور اس کو دوسروں تک پہنچانا، یہ ہیں ہمارے مقاصد، اور یہ تینوں کام ابھی سے شروع ہو جانے چاہئے، یہ نہیں کہ ہم فارغ ہونے کے بعد کریں گے، نہیں، علم کی اشاعت کا کام بھی اسی وقت شروع ہو جانا چاہئے، آپ نے پڑھ لیا کہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں تو جب آپ گھر جائیں اور دیکھیں کہ میرا بھائی نماز نہیں پڑھ رہا ہے، میری بہن نماز نہیں پڑھ رہی ہے، میرے ماں

---

[۱] آپ بیتی: ۲۹/۱

باپ نماز نہیں پڑھ رہے ہیں، تو انہیں پیار محبت سے اس کی ترغیب دیں، آپ سوچیں کہ احادیث میں نماز نہ پڑھنے والوں کے لئے کتنی سخت وعیدیں آئی ہیں؟ کیا کوئی اپنی بہن، اپنے بھائی اور اپنے ماں باپ کے لئے ان وعیدوں کو پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں، تو اشاعتِ علم کی فکر کرو اور گھروں میں دینی ماحول بناؤ۔

حضرت حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب محبت

ہر طالبِ علم کے اندر یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ میں پورے عالم کے لئے ہدایت کا ذریعہ بننا چاہتا ہوں، میں ایک مرتبہ حرم شریف میں حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، حضرت مجھ سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے، ان کے خادم تھے ڈاکٹر صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، کم عمر میں ان کا بھی انتقال ہو گیا، انہوں نے مجھ سے حضرت کے وصال کے بعد فرمایا کہ میں سولہ سال تک حضرت کی خدمت میں رہا، حضر وسفر کا ساتھی رہا، میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے حضرت کو جتنی محبت تجھ سے کرتے ہوئے دیکھا اتنی کسی سے کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت کی بہت شفقتیں تھیں، میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت، آپ کی برکت سے دل میں ایک خیال پیدا ہو رہا ہے، اجازت ہو تو آپ کی خدمت میں عرض کر دوں؟ اگر خیال صحیح ہو تو آپ آمین فرما دیں۔ حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت، میرے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اس وقت یہ دعا کر رہا ہوں کہ اے اللہ! اپنے دین کو پوری دنیا میں غالب فرما دے اور میرے ذریعہ فرما دے۔ تو حضرت نے اس پر آمین کہا اور بہت خوش ہوئے۔

بلند عزائم

میرے عزیز طلبہ! یہاں کوئی بھوریا گاؤں کا ہوگا، کوئی کانکریا گاؤں کا ہوگا، کوئی کوساڑی گاؤں کا ہوگا، اور شاید اس کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ فارغ ہونے کے بعد مجھے

تو مکتب ہی پڑھانا ہے اس لئے کہ ترقّی کے اسباب نظر نہیں آ رہے ہیں، یہ بہت محدود سوچ ہے، مکتب کی خدمت اگر مقدّر میں ہے تو وہ بھی بہت بڑی سعادت ہے، مگر ہمارے عزائم بلند ہونے چاہیئے، یہاں چھوٹے چھوٹے دیہات سے تعلّق رکھنے والے آپ کے کتنے اساتذہ بیٹھے ہوئے ہیں! انہوں نے صحیح نیت اور صحیح محنت کے ساتھ، اساتذہ کی اور علم کی قدر پہچان کر پڑھا اور فارغ ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنی اصلاح کی فکر کی، اپنے بڑوں سے اپنا تعلّق رکھا، ان سے مستغنی نہیں ہوئے، تو آج یہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کے رہنے والے دنیا کے مختلف ملکوں میں جارہے ہیں اور ان کا فیض عام ہو رہا ہے، یہاں کئی اساتذہ موجود ہیں جن کا فیض دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی پھیل رہا ہے، اس لئے آپ نیتیں بڑی رکھیں، علم کے حصول کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہو جائیں، دُھن اور دھیان کے ساتھ پڑھیں، جو سیکھیں اس پر عمل کریں اور اس بات کی فکر کریں کہ اس روئے زمین پر رہنے والا ہر انسان اس پر عمل کرنے والا بن جائے۔

اُمّت کا غم پیدا کرو

عزیز طلبہ! آپ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آپ نے پڑھا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ دَائِمَ الْفِكْرَةِ[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگاتار غموں والے، دائمی سوچ والے تھے۔

ہماری اندرونی کیفیت بھی یہی ہونی چاہیئے، ہم بھی مُتَوَاصِلُ الْأَحْزَانِ اور دَائِمُ الفِكْرَةِ بن جائیں، ہر وقت یہ غم رہے کہ اُمّت دین پر کس طرح آ جائے؟ اُمّت جہنّم سے کس

---

[1] الشمائل المحمدية، باب كيف كان كلام رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ح۲۲۵

طرح بچ جائے؟ جنت میں کس طرح داخل ہو جائے؟ جب انسان فکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ طریقے القاء فرماتے ہیں اور خدمت لیتے ہیں، اسی طرح وارثینِ انبیاء علیہم السلام کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جذبہ بھی ہمارے دلوں میں ہونا چاہیے:

أَيَنْقُصُ وَأنا حَيٌّ؟[1]

کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کوئی کمی آسکتی ہے؟

بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

---

[1] مشکاة المصابيح، كتاب المناقب، مناقب أبي بكر، ح ۶۰۳۴

ماٰخذومراجع

شمار	کتاب	مصنّف/مرتّب	ناشر
۱	صحيح البخاري	الإمام البخاري	دار التأصيل،مصر
۲	سنن الترمذي	الإمام أبو عيسٰى الترمذي	دار التأصيل،مصر
۳	شعب الإيمان	الإمام البيهقي	دار الكتب العلمية،بيروت
۴	مشكاة المصابيح	الخطيب التبريزي	دار ابن حزم،مصر
۵	الشمائل المحمدية	الإمام أبو عيسٰى الترمذي	دار الغرب الإسلامي،تونس
۶	مختصر تاريخ دمشق	جمال الدين ابن منظور الإفريقي	دار الفكر،بيروت
۷	آپ بیتی	حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی	مکتبہ عمر فاروق،کراچی
۸	تذکرے	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی	بیت العلوم،لاہور
۹	حکایات اسلافِ دیوبند	مولانا اعجاز احمد خاں سنگھانوی	نواز پبلیکیشنز،دیوبند
۱۰	ملفوظات وواقعات حضرت مفتی محمد شفیع صاحب	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی	ادارۃ المعارف،کراچی
۱۱	اصلاحی خطبات	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی	میمن پبلشرز،کراچی
۱۲	اصلاح افروز بیانات	حاجی محمد فاروق صاحب	مکتبہ ارسلان،کراچی